TAHREER
Journal of Languages & Literature
eISSN:3007-2085
pISSN:3007-2077
تحریر

Vol. 4 No. 2 (2026) HEC approved in the **Y** category.

Issues of Research in Iqbal Studies

اقبالیات میں تحقیق کے مسائل

Dr. Shahida Yusuf
Associate Professor, Urdu Department, Riphah International University, Faisalabad.
*__Corresponding Email:__ shahida.yousaf@riphahfsd.edu.pk
DOI: https://doi.org/10.65827/tahreer.v4i2.84

Abstract

Even though Iqbal's Poetic and prose texts have not been written in the distant past, like so many ancient texts, such as Homer's Odyssey and Iliad, Sanskrit scriptures like the Ramayana and Mahabharata, and the Dramas of Aeschylus, Sophocles, and Euripides. However, due to some of Iqbal's early researchers, composers and compilers, who made some careless mistakes that altered the meanings of his message in some of the verses. Some of his biographers have not been careful about the Publication dates of his anthologies. This article explores all these anomalies, which have been posing hardships to new researchers.

Keywords:
Research, Text, Iqbaliyat, Scripture, Sign of Syllables.

Received: 30-04-2026 **Revision:** 05-07-2026 **Accepted:** 15-07-2026 **Online:** 28-07-2026

This article is licensed under the Creative Commons Attribution (CC BY 4.0). Free use, distribution, and reproduction are permitted with proper citation of the original work.
© The Author(s).

اقبالیات میں تحقیق کے مسائل کا وہ انبوہِ گراں تو نہیں جو محققین اور موضوعِ تحقیق کے درمیان قرن ہا قرن کے زمانی بعد سے پیدا ہوتا ہے۔ نہ ہی اقبالیات میں تحقیقی عمل میں لسانی ڈھانچوں کی غیریت سے افہام و تفہیم کا کوئی گمبھیر مسئلہ ہوتا ہے۔ بقول گیان چند جین:

> ”یونانی اور لاطینی نسخوں کی تدوین میں ہومر کی ایلیڈ اور اوڈیسی ایسی کتابیں ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کئی صدیوں کے ارتقا کا نتیجہ ہیں۔۔۔ قدیم سنسکرت کتابیں، وید، پران، رامائن، مہابھارت قبل از تاریخ کے متون ہیں۔ ان میں سے بعض کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایک مصنف اور ایک ہی دور کی تخلیق

ہیں۔۔۔ سنسکرت ادبیات کے شاہکار بھی تاریخی دھند لکے میں نہیں تو کم از کم غیر یقینی کی دھول میں تو لپٹے ہوئے ہیں۔ان میں بعض کے مصنفوں مثلاً کالی داس کے دور کا بھی صحیح اندازہ نہیں۔ (1)

اقبال عصرِ رواں کے نابغہ روز گار شاعر و مفکّر ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ ان دقائق و مشکلات کی عدم موجودگی میں بھی مسائل و مشکلات کے بہت سے مراحل سے اقبالیات کے محققین کو واسطہ پڑتا ہے۔ یہ مسائل بیشتر اقبال کے ابتدائی محققین کے پیدا کردہ ہیں۔اقبال کے متون کے تحفظ وانضباط میں بہت سی لاپرواہیاں اور بے قاعدگیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔اضافتوں کے نقائص،املا کی اغلاط نسخہ در نسخہ اور اشاعت در اشاعت راہ پاگئے ہیں۔

سوانحی اور اشاعتی فروگذاشتیں

مثلاً "بالِ جبریل" کی مشہور نظم "ذوق وشوق" کے آخری بند کے پہلے شعر میں اضافت کے غلط استعمال نے مفاہیم و معانی کی صحت کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علمِ نخیل بے رطب (2)

حالانکہ صحیح صورت، علم نخیلِ بے رطب ہے:

"بانگِ دراجو اقبال کی معرض اشاعت میں آنے والی پہلی اُردو شعری تصنیف ہے۔ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں۔ بانگِ درا کی تدوین کے موقع پر اقبال کے پاس اپنا کلام محفوظ و موجود نہیں تھا کیونکہ ریکارڈ رکھنا اُن کے لیے خاصا مشکل تھا۔ مطبوعہ کلام کے علاوہ بہت سا غیر مطبوعہ کلام اُن کے احباب اور شائقین کے پاس تھا چنانچہ احباب کی بیاضوں سے مدد لی گئی۔ (3)

اس صورتِ میں یہ ضروری نہیں کہ اقبال کا ہر شائق کلامِ اقبال کے تحفظ وانضباطِ کلام کی صلاحیت سے پوری طرح بہرہ ور بھی ہو۔ متن کی صحت میں ایک سے زیادہ ذرائع انحصار کے تقابلی جائزے سے اگرچہ غلطی کے امکانات کم ہوتے ہیں لیکن متبادل متن کی عدم دستیابی کی صورت میں یہ قوی امکان موجود ہے کہ کچھ الفاظ جو بانگِ درا کے متن میں راہ پاگئے ہوں وہ اقبال کے اپنے نہ ہوں اور کبھی کبھی ایک لفظ ایک اضافت اور ایک اعراب و توقیف کی غلطی سے اشتیاق علم اور تلاشِ صداقت کی راہ میں رخنہ اندازی ہو سکتی ہے۔ یہ صورتِ حال یقیناً کسی مسئلے سے کم نہیں ہے۔ سید عبدالواحد معینی ابتدائی کلامِ اقبال بہ ترتیب مہ و سال میں اپنی مشکلات و مسائل کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"مجھے متعدد نظموں کی تاریخ اشاعت نہ مل سکی۔اُن کے رنگ کو دیکھ کر تاثراتی طریقے پر ان کے زمانے کا اندازہ کیا ہے۔۔۔ باقیات کے مجموعوں کو دیکھ کر حیرت، بلکہ جھنجھلاہٹ ہوئی کہ مرتبین نے اکثر صورتوں میں اپنے ماخذوں

کا کوئی اتہ پتہ نہیں دیا۔ متعدد صورتوں میں مخزن کے پرچوں، زمانہ، یا کسی اور ماخذ کا حوالہ دیا ہے لیکن مرتب نے وہ تخلیقات ان رسالوں سے نہیں کسی اور ماخذ سے لی ہیں۔ باقیاتِ اقبال طبع سوم میں بعض نظمیں اور غزلیں ایسی ہیں جو اور کہیں نہیں ملتیں نہیں بتایا گیا یہ کہاں سے ملیں اُن کا ماخذ معلوم ہوتا تو دیکھ کر اُن کی تاریخ کے بارے میں کچھ فیصلہ کیا جا سکتا"۔ (4)

کسی شاعر یا مفکّر کے ذہنی رویے کو ایک مخصوص زمانی تناظر میں دیکھنے کے لیے اور اُس کی سوچ کی جہت کو متعین کرنے کے لیے تواریخ و ماخذات کی سند کتنی اہم ہوتی ہے جب سید عبد الواحد معینی (مرتب باقیاتِ اقبال، اور غلام رسول مہر مرتب، سرودِ رفتہ، انور حارث مرتب رخت سفر جیسے اقبال شناس محققین تحقیقی عمل کی صحت و قطعیت میں تواریخ و سنین کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہیں تو آنے والے محققینِ اقبال کے لیے مسائل کا انبوہِ گراں تو خود بخود کھڑا ہو جائے گا۔ ڈاکٹر ملک حسن اختر لکھتے ہیں:

"اقبال پر بہت کچھ لکھا گیا مگر اس میں سے بیشتر سرسری اور نا قابلِ اعتبار ہے۔ (5)

اپنے اس دعویٰ کے جواب میں وہ کہتے ہیں:

"فقیر سید وحید الدین نے اقبال ان پکچر ز میں "علم الاقتصاد" کے پہلے ایڈیشن کا عکس شائع کیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ "علم الاقتصاد" ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی اور وہ کتابت میں تھی فقیر صاحب نے سرِورق ٹائپ میں دکھایا ہے جبکہ سن کتابت شدہ معلوم ہوتا ہے یہ تحریف کی ایک نادر مثال ہے۔"(۶)

تحقیق کے اساسی خطوط اقبالیات میں جن کتابوں پر اُٹھائے جانے کی توقع کی جاسکتی تھی اُن میں حقائق کی یہ مسخ شدہ صورتیں بڑی تشویش ناک ہیں:

خامہ انگشتِ بد نداں ہے اسے کیا لکھیے
ناطقہ سربگر یباں ہے اسے کیا کہیے (7)

محققین کے لیے مسائل کا "فتح الباب" اقبال کی ایک سوانحی تصنیف "ذکرِ اقبال" بھی ہے جس میں طبع زاد قسم کی روایات کی افراط نے اقبال کے بارے میں تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے راہ سے بھٹکنے کے بہت سے امکانات پیدا کر دیے۔ اس میں اقبال کے آباؤ اجداد، بہن بھائیوں کی تعداد اور اقبال کی زندگی کے بہت سے واقعات میں سنین و تعداد کی صحت کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ پیامِ مشرق، کی اشاعت کے بارے میں اُن کی اپنی کتاب ذکر اقبال میں دو متضاد بیانات موجود میں "اس کتاب کی اشاعت ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔

"یکم مئی ۱۹۲۳ء کو پیام مشرق شائع ہو گئی۔" (8)

تحقیقِ اقبالیات کی راہ میں بہت سے مسائل خود اقبال کی اپنی فیملی کے غیر ذمہ دارانہ بیانات نے پھیلا رکھے ہیں۔ جاوید اقبال، کلیاتِ اقبال، کے آغاز میں، اعتذار کے تحت کہتے ہیں:

''کلامِ اقبال کے اب تک جتنے ایڈیشن شائع ہوئے وہ سب انہیں پلیٹوں سے طبع ہوتے رہے جنہیں حضرت علامہ مرحوم نے خود اپنی نگرانی میں تیار کروایا تھا اس لحاظ سے یہ پلیٹیں حضرتِ علامہ کے دوسرے تبرکات کی طرح عزت و حرمت کا مقام رکھتی ہیں۔ اگرچہ کثرت استعمال کے باعث اُن کی حالت ابتر ہوگئی ہے۔ انہیں ترک کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا۔ (9)

''کلیاتِ اقبال کی اوّلین اشاعت سے پہلے بانگِ درا کا جو ۲۹ واں ایڈیشن چھپا اُس کی کتابت جون ۱۹۳۹ء کی ہے۔ ظاہر ہے اس کتابت کو نہ اس سے تیار شدہ بانگِ درا کی پلیٹوں کو اقبال کے تبرک میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ (10) ''

اقبال کی تصانیف اہلِ تحقیق کے لیے بنیادی ماخذات کا درجہ رکھتی ہیں۔ خستہ حال پلیٹوں کو بلا جواز ترک نہ کرنا اور اقبال کی کتابوں کی کتابت کو جدید معیاری خطوط پر استوار کرنے میں یہ بلا جواز التو محققینِ اقبال کے لیے کسی مسئلے سے کم نہیں۔

کلیات کی کتابت و اشاعت کی نگرانی کے لیے 'مشاورتی کمیٹی' نے بھی حسب دلخواہ نتائج برآمد نہ کیے متن میں اغلاط کی کمی کی حد تک اصلاح ضرور ہوئی لیکن کلیات کے متن میں کچھ نئی اغلاط راہ پا گئیں۔ مثلاً بالِ جبریل کے ص ۱۳۵/ پر سطر نمبر ۴ میں 'لذتِ تجدید' کو کلیاتِ اُردو ص ۳۹۱ سطر نمبر ۱۴/ میں 'لذتِ تجدیدہ' سے بدل دیا گیا ہے، ضربِ کلیم، ص ۸۷ کی سطر پانچ کو ''فقر کی تمامی'' کو کلیات میں ص ۵۵۰ سطر نمبر ۲ میں 'فقر کی غلامی' سے بدل دیا ہے۔ املا کے اصول و ضوابط اعراب و توقیف اور اضافتوں میں کچھ جگھوں پر من مانی اور اختراع کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اقبال کے ابتدائی مجموعہ ہائے مکاتیب کے مرتبین نے بھی محققینِ اقبال کے لیے افہام و تفہیم کے بہت سے مسائل کھڑے کر دیئے ہیں۔ 'اقبال نامہ' مجموعہ مکاتیب اقبال میں صحتِ متن میں بہت سی بے ضابطگیاں نظر آتی ہیں۔

اقبالیات کی تحقیق میں اقبال کی شخصیت کی کثیر الجہتی اور ہمہ گیر تفکّر بھی ایک مسئلہ سے کم نہیں۔ اقبال کے فلسفۂ الٰہیات کی صداقتوں کا ادارک اُس کے ماخذات کا تفحص اُس کی خودی کے منابع کی کھوج، اور اقبال کے تمام پیرایہ ہائے اظہار میں استعداد اور دستگاہ اقبالیات کی تحقیق میں ایک بنیادی شرط بھی ہے اور ایک جانکاہ مشقّت بھی۔

اقبالیات میں تحقیق کے مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کچھ عملی اقدامات اور سفارشات کو روبہ عمل لانا ضروری ہے۔

تجاویز و سفارشات

1۔ اقبالیات کی تحقیق میں سب سے پہلے بنیادی ماخذات کی صحت و قطعیت کے لیے مستند محققین کے علاوہ علمائے اقبال کی مشاورتی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

2۔ اور وہ سب سے پہلے ایسے نسخوں کو کالعدم قرار دے جن میں متن کی بہت سی اغلاط ہیں۔ تاکہ آنے والے محققین کے لیے یہ غیر مستند کلام اقبال کی تفہیم میں سدِ راہ نہ ہوں۔

3۔ اقبال کی تصانیف کی انفرادی اشاعتوں میں فہرست غزلیات و منظومات کی شمولیت کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ محققین کو کلامِ اقبال کے متعلقہ حصہ ڈھونڈنے میں دقت نہ ہو۔

4۔ محققین کی آسانی کے لیے کلیاتِ اقبال کی ایسی اشاعتوں کا اہتمام بھی کیا جائے جن میں جدید بنیادوں پر حواشی و تعلیقات کا التزام متعلقہ اور مذکورہ صفحہ پر موجود ہو۔

5۔ کلیاتِ اقبال کے ناقص اشاریوں کو ایک قلم مسترد قرار دیا جائے۔ علمائے اقبال جو جدید، اشاریہ سازی Index making کے اصول سے بھی کماحقہ، آگاہ ہوں۔ اُن سے کلامِ اقبال کا مستند اشاریہ تیار کروایا جائے۔

6۔ اقبال کے مکاتیب کا متن پڑھنا چونکہ آسان کام نہیں اس لیے اقبال کے متن اور تحریروں کے عکس سے مائیکرو فلمز تیار کرائی جائیں اور اُن کی دستیابی کو سہل الحصول بنایا جائے۔

7۔ اقبال کی تحریروں کے عکس کی سائنٹفک پیمانوں پر تیاری خط کی باریکیوں کو نہ سمجھنے والے محققین کے لیے بھی آسانیاں پیدا کرے گی۔

8۔ علمائے اقبال اور محققینِ اقبال بارسوخ لوگوں کی وساطت سے جن کی قانون ساز حلقوں (Legislative bodies) میں بھی شنوائی ہو حکومت سے اقبالیاتی تحقیق کی سرپرستی کے لیے بجٹ میں رقوم مختص کروائیں۔ مفکّرِ پاکستان کی فکر کے فروغ و ترویج کے لیے اگر حکومت قانون میں مالی اعانت یا اصطلاتِ امور سلطنت میں (Subsidization) کے لئے کچھ رقم مختص نہیں کر سکتی۔ تو پھر قوم کو کسی ’مقبرے‘ یا (Monument) کے لیے زیر بار کرنے کی بھی کیا ضرورت ہے۔

9۔ انتظامی امور کے علاوہ تحقیق کے عمل میں کچھ قباحتیں داخلی سطح پر بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اقبال کا ایک سنجیدہ قاری جانتا ہے کہ اگرچہ اقبال نے مغربی تہذیب کے بہت سے پہلوؤں کو سراہا بھی ہے لیکن مغرب پر اقبال کی تنقید و مذمت تحسین کی نسبت کہیں زیادہ ہے لیکن اگر کوئی رہنما ایک سکالر سے یہ توقع کرتا ہے کہ اُسے اقبال کے حوالے سے مغربی تہذیب کی مذمت اور تحسین پر برابر دلائل فراہم کرنے چاہئیں تو سکالر کے لیے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے۔

تحقیقی عمل کو صحت اور قطعیت کے ساتھ جاری رکھنے میں سکالر اور رہنما میں ایک ربط وارتباطِ علمی بھی(Rapport اور Coordination)کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اقبالیات کی تحقیق ایک وسیع البنیاد اور کثیر الجہات منظر نامہ ہے جس میں اقبال کے فکر و فلسفے کے ان گنت ہفت خواں طے کرنے ہونگے۔ ان جانکاہ مسافتوں کو اقبالیاتی محققین کی ژرف نگاہی، باریک بینی اور عالمانہ رہنمائی میں ہی طے کیا جاسکتا ہے۔

اقبال کے متون کی تفہیم میں تحقیق کے مسائل

اقبال کا تخلیقی وجدان عمیق اور (Complex) شعری تجربوں کا سرچشمہ ہے۔ اُن کے خلاق دل و دماغ میں تخلیقی عوامل اور

خودرو تخلیقی صلاحیتوں کی رستاخیز ہے لیکن یہ تجربے قائم بالذات نہیں بلکہ صدیوں کا تاریخی و تہذیبی شعور اپنے اندر رکھتے ہیں۔

کائنات کا عرفان، تہذیب کی ہیئت نامیہ کا شعور، تعمیر وارتقا کے خواب اُن کے تخلیقی وجدان کا حصہ ہیں۔ کلام اقبال کی تفہیم و تدریس کے لیے جس فکری اور ذہنی تربیت کی ضرورت ہے اُس کے لیے صرف جذبہ استحسان اور خوش ذوقی ہی کافی نہیں بلکہ ایک گہری تحقیقی بصیرت درکار ہے۔ اقبال کی فکر کے ان گنت کروں کی دریافت میں تاریخی عمرانی سماجی اور اطلاقی اور بیانیہ طریقہ ہائے تحقیق کو زیر تفہیم وتدریس کلام کے علمی، تاریخی، عمرانی سماجی اور بیانیہ پہلوؤں کی بست وکشاد کے لیے استعمال میں لانا ہوگا۔ اس لیے کہ اقبال کے شعری تجربوں میں عمرانی، سماجی اور تاریخی دھارے آ کر یکجا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ اُن کے کلام میں ماضی کی جانب جانے والے اشارے بھی ہیں اور نوآبادیاتی نظام کے تسلط میں جکڑے ہوئے زمانی منطقے بھی! اقبال کے کلام کی (Forceful tones) یا توانا لہجے کے تجزیہ وادراک کے لیے تجزیاتی تحقیق سے مدد لینا ہوگی۔ منفعل اور مجہول، خوفزدہ اور ہراساں آوازوں میں اقبال کی آواز کی مردانگی اور تہور اور اُن کے لب ولہجے کی (Masculine tones) کا کوئی نفسیاتی جواز پیش کرنا ہوگا۔

اقبال کے کلام کی تفہیم وتدریس میں کلام اقبال کی (Complexity) اور شعور تخلیق کی ان گنت سطحیں ہمہ جہت قسم کی فکری اور تجزیاتی تحقیق کی متقاضی ہیں۔ اس لیے کہ اقبال کے شعور تخلیق کا ہر مرحلہ زمان ومکاں کے پیچ در پیچ تفکر کا آئینہ دار ہے۔ اُن کے اسالیب اظہار متنوع ہیں۔ اُن کی سوچ میں (Romantacist) کی بغاوت بھی ہے اور (Classics) کا ٹھہراؤ اور توازن بھی۔ وہ ایک طرف فکر یونان اور مغرب کی شعری اقدار کے رازدار ہیں تو دوسری طرف خارج کے مشاہدوں اور باطنی قوتوں سے بہرہ ور وہ حجاز و عجم کے طویل متصوفانہ سلاسل، ثقہ ادبی روایات اور تہذیب وتاریخ کے عمل وتعامل (Act and Counter act) کا تجزیاتی شعور رکھتے ہیں۔ اُن کے افکار کی نامیاتی پیش رفت اور (Organic Growth) کا ساتھ دینے کے لیے حجاز و عجم کی شعری وادبی روایات کو علمی اور ادبی تحقیق کی مدد سے دریافت کرنا ہوگا۔

حوالہ جات

1. گیان چند جین، تحقیق کا فن لکھنؤ اترپردیش، اُردو اکادمی، ۱۹۹۰ء، ص ۴۲۹
2. محمد اقبال، بال جبریل، لاہور، غلام علی پبلشرز ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۴
3. کلیاتِ اقبال اُردو ۱۹۷۹ء میں بھی ص ۱۱۴/۴۰۶ پر شعر کی یہی صورتِ حال ہے۔ علیٰ ہذاالقیاس
4. رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر تصانیفِ اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۲ء، ص ۲۳
5. گیان چند، ڈاکٹر، ابتدائی کلامِ اقبال بہ ترتیب مہ وسال، کراچی، شائستہ پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۸ء، ص ۱۴
6. حسن اختر، ملک، ڈاکٹر، اقبال ایک تحقیقی مطالعہ، لاہور، یونیورسل بکس، ۱۹۸۸ء، ص ۱۱ (پیشِ لفظ)

7. دیوانِ غالب، تاج کمپنی
8. عبدالمجید سالک، ذکرِ اقبال، لاہور، بزمِ اقبال ۱۹۸۳ء، طبع دوم، ص ۲۹۲
9. کلیاتِ اقبال، لاہور، شیخ علی اینڈ سنز ۱۹۷۳ء، ص ۵
10. رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، لاہور، اقبال اکیڈمی پاکستان، ص ۴۲

References in Roman

1. Jain, G. C. (1990). *Taḥqīq kā fan*. Lucknow, Uttar Pradesh: Urdu Academy.
2. Iqbāl, M. (1975). *Bāl-e Jibrīl*. Lahore: Ghulām ʿAlī Publishers.
3. *Kulliyāt-e Iqbāl Urdu* (1979) meṅ p. 114/406 par shiʿr kī sūrat-e ḥāl yak-sāṅ hai; ʿalā hāzā al-qiyās.
4. Hāshmī, R. al-D. (1982). *Tasanīf-e Iqbāl kā taḥqīqī wa tawżīḥī muṭālaʿa*. Lahore: Iqbāl Academy Pakistan.
5. Giyān Chand, Dr. (1988). *Ibtidāʾī kalām-e Iqbāl ba tartīb-e mah-o-sāl*. Karachi: Shāʾista Publishing House.
6. Malik, Ḥ. A., Dr. (1988). *Iqbal: Aik taḥqīqī muṭālaʿa*. Lahore: Universal Books.
7. Ghālib, M. (n.d.). *Dīvān-e Ghālib*. Lahore: Tāğ Company.
8. Sālik, ʿA. al-M. (1983). *Zikr-e Iqbāl* (Ṭabʿ-e dōm). Lahore: Bazm-e Iqbāl.
9. Iqbāl, M. (1973). *Kulliyāt-e Iqbāl*. Lahore: Sheikh ʿAlī & Sons.
10. Hāshmī, R. al-D., Dr. (n.d.). *Tasanīf-e Iqbāl kā taḥqīqī wa tawżīḥī muṭālaʿa*. Lahore: Iqbāl Academy Pakistan.